www.pklibrary.net

پان شاپ

www.pklibrary.net

پان شاپ

بیگم بازار کی منحوس دکان میں ایک دفعہ پھر بیل دار دسوتی کے بھاری بھاری پردے لٹکنے لگے۔ موجد "دافع چنبل وداد" اور جاپانی کھلونوں کی دکان ——— اوساکا فیئر (جاپان سے متعلق) کے ملازم استعجاب سے تھارولال فوٹوگرافر کو اوک پلائی کا ڈارک روم بناتے دیکھ کر اُس کے تاریک مستقبل پر آنسو بہانے لگے۔

"ایک ماہ سے زیادہ چوٹ نہ سہے گا۔۔۔ بیچارہ!"

"دکان کیا ہوگی۔۔۔ بازار سے کچھ ہٹ کر ہے نا۔ نظر اُسے سامنے نہیں پاتی۔ اور بس۔۔۔۔"

———ایک ماہ، دو اور چار۔۔۔ تھارولال وہیں تھا۔ موجد "دافع چنبل و داد" اور اوساکا فیئر کے ملازموں نے حیرت سے انگلیاں منہ میں ڈال لیں جب کہ ۱۱۔ اگست کی صبح، کو انہوں نے ایک جہازی سائز کا سائن بورڈ اُس منحوس دکان پر آویزاں ہوتے ہوئے دیکھا۔ ۶×۱۲ فٹ سائز کے سائن بورڈ پر دیو صورت حروف خالص صنعتی انداز سے ناچتے ہوئے "انٹرنیشنل فوٹو سٹوڈیو" کی شکل اختیار کر رہے تھے۔

www.pklibrary.net

اوساکا فیئر کے منتظم صمیم (خانزادہ) نے سیلولائیڈ کی ایک بڑی سی گڑیا کے اندرونی فیتے کو اس کے اندرونی قلابوں سے احتیاط کے ساتھ باندھ دیا تاکہ گاہک کو شکایت کا موقعہ نہ ملے، اور پھر تھارو کی دکان کے آویزاں سائن بورڈ کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔:۔

"انٹر۔۔ نیشنل فوٹو سٹوڈیو!"

تھارو کا کام بیگم بازار، اس کے نواح کے تین محلوں، سامنے کے نشیبی چوک یا چھاؤنی کے ہائی سکول تک محدود ہوگا۔ مگر وہ اپنی دکان کو ایک بین الاقوامی کاروبار سے کم نہیں دیکھنا چاہتا۔ کیا عجب جو اُسے کسی دن ہٹلر، گراڈ ٹمبکٹو، یا ہونولولو سے فوٹو کا مال مہیا کرنے کے آرڈر ملنے لگیں۔۔۔ بہر حال بین الاقوامی نام رکھنے میں حرج بھی تو کوئی نہیں۔ اس نام سے دوکاندار کی فطری رجائیت ٹپکتی ہے۔

مگر افسوس! سودے کی بدعت ترقی پسند ہندوستانی دوکاندار کو بیگم بازار کے نواحی تین محلوں، سامنے کے نشیبی چوک اور چھاؤنی کے ہائی سکول سے دُور کیا جانے دے گی۔ وہ ہر جائز و ناجائز طریقہ سے گاہک کو پھنسانے کی کوشش میں کسب کمال کی تو دھجیاں اڑا دیتا ہے۔ گویا اپنے پاؤں میں آپ بیڑیاں ڈالتا ہے۔ اور یوں زیادہ آمدنی کی توقع میں طبعی آمدنی بھی معدوم!

تھار کی دوکان پر اس جہازی قد کے سائن بورڈ کے نیچے ایک

www.pklibrary.net

ایک اور ٹین کی پلیٹ پر "جدید عینک ساز" بھی لکھا تھا۔ ترقی پسند مگر بھولے تھارو نے جدید عینک سازی محض سودے کی بدعت یا نقل میں شروع کی تھی کیونکہ اس کا پڑوسی دوکاندار جرابوں کے کارخانہ کے ساتھ "ٹیٹا گھر" کا غذ بھی فروخت کرتا تھا۔

۱۱۔ اگست کی شام کو اوساکا فیئر کا منتظم صمیم (خانزادہ) اور تھارو کچھ اداس خاطر ہو کر ملے۔ دونوں کی آمدنی کا بیشتر حصہ تعطیلاتِ گرما یا سرکاری دفاتر کے شملہ کی طرف کوچ کی نذر ہو چکا تھا۔ ان دنوں میں سٹوڈیو کے سامنے پان شاپ پر بہت رونق رہتی تھی۔

پان شاپ کے پہیے دار تختوں میں کھڑیا مٹی سے صاف کئے ہوئے شیشے بہت ہی خوبصورت دکھائی دیتے تھے۔ ایک ہلکی سبز جھلک رکھنے والے شیشے کے نیچے ایک ہُک کے ساتھ ایک نفیس طلائی سیکنڈس گھڑی لٹک رہی تھی۔ اس کے نیچے قانون و فقہ کی کتابیں بے ترتیبی سے پڑی تھیں۔ شاید کوئی قانون کا بے قانون اور فضول خرچ طالب علم اتنی قیمتی کتابیں کوڑیوں کے مول گروی رکھ کر پیسے لے گیا تھا۔ کتابوں کے پیچھے ایک پرانی سنگر مشین پڑی تھی۔ اسے گروی رکھنے والے کو اتنی ضرورت یا اتنی جلدی تھی۔ کہ اس نے مشین پر سے دھاگہ کی گولی بھی نہ اٹھائی تھی۔

پان شاپ کے ایک کونے میں کانسی اور پیتل کے فلسطینی پیالوں کی

www.pklibrary.net

شکل کے گلدستے اور لمبی لمبی ٹانگوں والے کلنگ پڑے تھے۔ فرنیچر کی دو قطاروں میں اخروٹ کی لکڑی میں کشمیری تراش کا ایک بڑا سا گنیش بھی پڑا تھا۔ اور دیوار کے ساتھ پان شاپ کا مالک ایک آہنی صندوقچی پر اپنی کہنیاں رکھے ہوئے اپنے کسی گاہک سے باتیں کر رہا تھا۔

دو بلاوردی سپاہی پان شاپ کے مالک سے اجازت پاکر برآمدے میں پڑے ہوئے سائیکلوں کے نمبر دیکھ رہے تھے۔

"اے۔ ۱۱۷۸۵ —— نہیں۔

"اے ۲۲۲۳۱۲ —— یہ بھی نہیں"

"ایچ۔ ۹۷۴۰۱ —— یہ بھی نہیں۔ کوئی بھی نہیں۔ چلو"۔

ایک عیسائی لڑکی دو دفعہ بیگم بازار میں پان شاپ سے نشیبی چوک اور نشیبی چوک سے پان شاپ کی طرف واپس آئی۔ وہ بار بار غور سے پان شاپ کے اندر دیکھتی۔ اس وقت اُس کے دبے ہوئے شانے پھر کنے لگتے۔ شاید وہ چاہتی تھی۔ کہ پان شاپ کے اندر بیٹھے ہوئے دو ایک آدمی چلے جائیں۔ اور سپاہی اپنا کام کر کے رخصت ہوں۔ تاکہ وہ تخلیہ میں آزادانہ اپنا کاروبار کر سکے۔ یا شاید وہ اپنا مال گروی رکھتے ہوئے جھجکتی تھی۔ اگرچہ اس کے پاس۔ گروی رکھنے کے لئے کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔۔۔۔ اُس کے قدرے عمدگی سے تراشے ہوئے کسمسی لب پھر کتے دکھائی دیتے تھے۔

www.pklibrary.net

اور اُس کی بے خواب اور بھاری آنکھیں بے قراری سے پپوٹوں میں حرکت کر رہی تھیں۔ پسینہ سے سفید ململ کا فراق اس کی پشت پر چمٹ گیا تھا۔ اور پشت کی جانب سے اس کی انگیا کے تناؤ کے ریشمی فیتے شانوں پر گول چکر کاٹتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"آج بہت گرمی ہے — توبہ! — شام کو ضرور بارش ہوگی۔"

اوسا کافیئر کے منتظم نے کانوں کو چھوتے ہوئے کہا۔

تھارو نے یہ بات نہ سنی۔ وہ بہت انہماک سے پان شاپ کے اندر دیکھتا رہا۔ پھر یکایک کانپتے ہوئے اُٹھا اور بولا:۔

اس سے تو میں بھوکا مرجانا پسند کرتا ہوں . . . ."

صمیم نے غور سے پان شاپ کے اندر دیکھا اور بولا۔

"ضرورت مجبور کرتی ہے۔ میرے بھائی۔ ورنہ کوئی خوشی سے تھوڑا ہی . . . ."

لڑکی پان شاپ سے باہر آئی۔ اُس کے بشرہ سے صاف عیاں تھا کہ گرگردی مال پر اس کے اندازے اور ضرورت سے اُسے بہت ہی کم روپیہ ملا تھا۔ نہیں تو اطمینان اور خوشی کی تحریر اُسکے چہرے پر ضرور دکھائی دیتی . . . . . وہ اپنے بیمار خاوند پر اپنا سب کچھ لٹا چکی تھی۔ اب اس کے پاس سنہری بالوں کے سوا گردی رکھنے کے لئے رہا ہی کیا تھا۔ کاش ان حلقے دار لمبی لمبی سنہری زلفوں کی ہندوستان میں کچھ قیمت ہوتی!

www.pklibrary.net

لڑکی نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اُٹھا کر ایک انگلی کو جڑھ سے مسلنا شروع کیا۔ انگلی پر ایک زرد سا حلقہ نظر آ رہا تھا۔ آہ! نا معلوم کتنی ضرورت سے مجبور ہو کر اس نے اپنی عزیز ترین چیز، اپنی رومانوی حیاتِ معاشقہ کی آخری نشانی پان شاپ میں گروی رکھ دی تھی۔ اس نے اپنے "رنڈوے" ہاتھ سے اپنی سنہری زلفوں کو نفرت سے پیچھے ہٹا دیا۔ کیونکہ اُن کی کوئی قیمت نہ تھی۔ اور پان شاپ کے پھیکے دار تختوں میں کھڑ با مٹی سے صاف کئے ہوئے خوبصورت شیشوں میں اُس نے اپنے حسین چہرے کے دھندلے عکس کو دیکھا اور رونے لگی ..... کیونکہ وہ حسن فروش نہ تھی۔

× × × × × × ×

لوہے کی ایک خوردبین نما نال میں تھارو گرکس کے چند ہلکے سے محدب شیشے ڈال کر نصف گھنٹہ کے قریب ایک بوڑھے کی آنکھوں کا معائنہ کرتا رہا۔ بوڑھے کے سامنے کچھ دُور ایک طاق کے ساتھ اردو کے حروفِ تہجی آویزاں تھے۔

تھارو بار بار اس نالی کی درز میں کسی نئے اور ہلکے سے محدب شیشے کو رکھ دیتا۔ بوڑھا کہتا:۔

"اب 'م' تمہارے کوٹ سے بھی بڑی دکھائی دیتی ہے۔"

"اب 'ظ' سے شعاعیں سی نکل رہی ہیں۔"

www.pklibrary.net

"اب 'ع' دُھندلی دُھندلی اور پرچھائیں دار نظر آتی ہے۔"

"اب سب حروف دکھائی تو ٹھیک دیتے ہیں ـــــ مگر بہت ہی چھوٹے چھوٹے ..... تمہارے کوٹ کے بٹن سے بھی چھوٹے۔"

وہ بوڑھا کیا جانے کہ اگر کسی محدّب شیشے میں سے تمام حروف تہجی اپنے قد و قامت کے دکھائی دینے بھی لگیں ۔ تو بھی وہ تھارو لال ـــ جدید "عینک ساز" اور "فوٹو گرافر" سے ایک دیدہ زیب سیلولائیڈ کا فریم کیا ہوا چشمہ لگوا کر ہمیشہ کے لئے اندھا ہو جائے گا۔

ڈیڑھ گھنٹہ کی "سائیٹفک" دیکھ بھال کے بعد تھارو نے شیشے کا نمبر ایک کاغذ پر لکھا۔ اور عینک بوڑھے کو دیدی۔

بوڑھا ان امیر گاہکوں میں سے نہیں تھا۔ جو تھوڑے سے پیسوں کی ادائیگی کے لئے بھی یکم کا وعدہ کیا کرتے ہیں۔ پیسے اس کی مٹھی میں تھے تھارو لال کے مانگنے پر اس نے چند پسینہ سے شرابور سکّے کونٹر پر بکھیر دیئے۔ ان سکوں کو دیکھنے سے گھن آتی تھی۔ تھارو نے ایک حریصانہ انداز سے سکے اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لئے اور اپنا ہاتھ پتلون سے پونچھنے لگا۔

تھارو نے ایک مغرورانہ انداز سے پان شاپ کی طرف دیکھا۔ ایک ادھیڑ عمر کا شریف آدمی جس کا منہ کان تک تمتما رہا تھا۔ آہستہ آہستہ پان شاپ کے سامنے کی تین سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا نیچے اترتے

www.pklibrary.net

ہوئے اُس نے پان شاپ کے پہیئے دار تختوں میں کھڑیا مٹی سے صاف کئے ہوئے خوبصورت شیشوں میں سے اپنے پُرشرافت چہرے کے دُھندلے عکس کو دیکھا۔ اور بہت غمزدہ ہو گیا ——— کیونکہ وہ بدمعاش نہیں تھا!

"پان شاپ کا مالک چار دن میں بھی اتنا سود جمع نہیں کر سکتا" تھارو نے اپنی جیب میں سکوں کی کھنکار پیدا کرتے ہوئے کہا۔

پھر تھارو ایک بے سود بے حاصل غرور کے جذبہ کے ساتھ اس پاس کے دوکانداروں کی آمدنی کا اندازہ لگانے لگا۔

اس لاحاصل جمع خرچ میں بیگم بازار کے بساطیوں کا کوئی دخل نہ تھا اُن کی آمدنی لامحدود تھی۔ اور تھارو کے محدود تخیل سے بہت ہی پرے۔

ہاں! موجد "دافع چینل وداو" کے نسخہ کی قیمت زیادہ سے زیادہ دو آنے ہوگی۔ گندھک، رال، سہاگہ، پھٹکڑی ہر ایک حصہ اور نیلا تھوتھا ½ حصہ اور ایک مخفی چیز جو اُس نسخہ کی کامیابی کی کلید ہے۔ اور جس نے اس عطار کو موجد کا خطاب دیا ہے۔ وہ بھی ایک آدھ پیسہ میں آجاتی ہوگی ——— اس میں وہ کماتا کیا ہے؟ اوسا کافیئر کے منتظم کو کمیشن بٹہ کی بنا پر ملتا ہی کیا ہوگا؟ ..... ہیئر کٹنگ سیلون والے فی حجامت چار آنے ..... پانچ آنے کما لیتے ہونگے .....

تھارو نے ایک دفعہ پھر چمکتی ہوئی آنکھوں سے پان شاپ کیطرف

www.pklibrary.net

دیکھا۔

اس کی پتلون کی جیب میں پسینہ سے شرابور سکے اس کی رانوں کو گیلے گیلے لگنے لگے۔

اس وقت اوسا کا فیئر کا منتظم آیا۔

ہفتہ بھر اس کی دوکان پر سوائے پرچون کے چند گاہکوں کے اور کوئی نہ آیا تھا۔ دسہرہ، شب برات، یا دیوالی میں ابھی اڑھائی تین ماہ باقی تھے۔ کیا اوساکا کا بڑا آفس اکتوبر تک انتظار کرے گا؟ صمیم (خانزادہ) کا چہرہ قدرے سیاہ ہو گیا تھا۔ اور اُس کے گذشتہ ایک ڈیڑھ ہفتہ میں اتنے معمر دکھائی دینے کی کوئی خاص وجہ تھی۔

صمیم نے اپنے آپ کو آرام کرسی پر گرا دیا۔ تھارو بولا۔

"یہ پان شاپ کا کام..... ہمارے کاموں سے بیک وقت اچھا بھی ہے۔ اور بُرا بھی۔"

"اچھا کیسے؟"

"آمدنی ——— ہم کرکس کے چشمے اور فریم خریدتے ہیں۔ عکس لینے کے لئے منفی پلیٹیں اور مثبت کاغذ لاتے ہیں۔ کبھی کبھی ہمارا نقصان بھی ہو جاتا ہے۔ پان شاپ میں پتّے سے کیا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اگر کوئی میعاد کے بعد لی ہوئی رقم سے لگی رقم کی چیز چھڑانے نہ آسکے۔ تو سب کچھ اپنا

www.pklibrary.net

. . . . . اور ایک بڑا ساڈ کار۔"

"بُرا کیسے؟"

"بُرا . . . بُرا؟ اس میں دھوکا کا خطرہ ہے۔ یہ لوگ دوسرے کا مال اپنے پاس گروی رکھتے ہوئے اور بغیر محسوس کئے ہوئے اپنا ضمیر اپنے گاہک کے سامنے گروی رکھ دیتے ہیں۔ اور یہاں سے کبھی کبھی کوئی حسین لڑکی اپنی رومانوی حیاتِ معاشقہ کی عزیز ترین اور آخری نشانی دیکر حسرت کے عالم میں اپنے رنڈوے ہاتھ کو مسلتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ اگر ہمارے ہاں سنہری زلفوں کی کوئی قیمت ہو۔ تو یہ حریص آدمی ان کو بھی گروی رکھ لیا کریں۔ اگر کسی شریف ادھیڑ عمر کے آدمی کی شرافت بکاؤ ہو . . . . تو یہ لوگ اسے بھی گروی رکھنے سے گریز نہ کریں۔"

اور تھارو مسکرا کر غرور سے سکے اپنی جیب میں اچھالنے لگا۔

دو گھنٹہ سے تھارو نے چند منفی پلیٹیں بر فیلے پانی میں ڈال رکھی تھیں اب وہ ان سے مثبت کاغذ پر عکس اتارنا چاہتا تھا۔ اُس نے پانی میں ہاتھ ڈال کر دیکھا۔ پانی گرم ہو چکا تھا۔ اور منفی پلیٹوں پر مصالحہ پگھل کر لاوہ کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ تھارو کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

وہ کچھ نہ بولا . . . . وہ کچھ بول ہی نہ سکا۔

یہ اُسے چھ روپے کا نقصان تھا۔ ایک عینک کی بچت سے تین گنا

www.pklibrary.net

زیادہ نقصان۔

تھارو ایک انگڑائی لے کر صمیم کے پاس بیٹھ گیا۔ اِسے یوں محسوس ہوا جیسے ایک لمحہ میں اس کی سکت اس کے جسم سے کھینچ لی گئی ہو۔

تھارو ٹکٹکی باندھ کر پان شاپ کی طرف دیکھنے لگا۔ شیشے کے پیچھے طلائی سیکنڈس قانون وفقہ کی کتابوں پر لٹک رہی تھی۔ ایک کونے میں کانسی اور پیتل کے فلسطینی پیالوں کی شکل کے گلدستے اور لمبی لمبی ٹانگوں والے کلنگ پڑے تھے۔ فرنیچر کی دو قطاروں میں اخروٹ کی لکڑی میں کشمیری تراش کا ایک بڑا سا گنیش بھی دکھائی دے رہا تھا۔ اور ایک دیوار کے ساتھ پان شاپ کا مالک ایک آہنی سیف پر اپنی کہنیاں رکھے .....

× × × × × × ×

اوک پلائی کے ڈارک رُوم میں دم گھٹ جانے پر تھارو نے ایک گہرا سانس لیا۔ اور پھر مثبت کاغذ پر نقش کو مستقل کرنے والے مرکب کو ہلاتا رہا۔ اُس وقت پسینہ اس کی کمر سے ہو کر گھٹنوں کی پشت پر قطرہ بہ قطرہ ٹپک رہا تھا۔

شاید تھارو اوک پلائی کے ڈارک روم میں پگھل کر اپنی جان دیدیتا۔ اگر صمیم اوسا کا فیئر کو بند کرتے ہوئے اِدھر نہ آنکلتا۔ تھارو نے صمیم کی آواز پر باہر آتے ہوئے آہستہ آہستہ اپنی قمیص اتاری۔ اس میں سے پسینہ نچوڑا

www.pklibrary.net

اور قمیص کو پانی کے ایک ٹب میں چھوڑ دیا۔ اور ہانپتے ہوئے بولا۔

"آج کل ایمانداری کے کام میں پڑا ہی کیا ہے؟ . . . ."

——— اور بین الاقوامی کاروبار کے شائق تھارو نے ایک پھٹی ہوئی بنیان آہستہ آہستہ سر سے نیچے اتار لی۔

پانی کے ٹب میں تھارو کی قمیص کی جیب میں سے کاغذ کا ایک پرزہ نکل کر پانی پر تیرنے لگا۔ اس پر تحریر تھا۔ تین آنے کا مرکب دو آنے یونین کا چندہ، ایک پیسے کی گنڈیریاں۔ کل سوا پانچ آنے۔

تھارو بولا "یہ میری تمام دن کی آمدنی اور خرچ ہے . . . . . تم مجھے کنوارا دیکھ کر مذاق کرتے ہو . . . . بیاہ . . . . محبت کتنی میٹھی چیز ہے۔ مگر خالی معدے میں تو پانی کی سی نعمت بھی جا کر تڑپا دیتی ہے۔"

اوسا کافیئر کا منتظم مبہوت بنا تھارو کے غمزدہ چہرے کے ٹیڑھے ٹیڑھے شکنوں کی طرف دیکھتا رہا۔ اور بولا . . .

"تم ٹھیک کہتے ہو بھائی . . . . ایمانداری کے کام میں پڑا ہی کیا ہے . . . . اوسا کا سے چھٹی آئی ہے۔ اگر چھ ماہ کے اندر نقشہ کیفیت میں آمدنی کی مد بھاری یا کم از کم خاطر خواہ دکھائی نہ دی تو یہ دوکان دہلی کے دفتر سے ملحق کر دی جائے گی۔"

چند لمحات کے لئے دونوں خاموش رہے۔ پھر تھارو بولا۔

www.pklibrary.net

"پان شاپ کا مالک دس سے لیکر ۱۲½ فیصدی تک فرنیچر پر دیئے ہوئے روپوں میں سے کاٹ لیتا ہے۔ عام طور پر پنشنل بنک اور پاتسے کے سونا پر ایک پیسہ فی روپیہ سود لیتے ہیں۔۔۔ مگر ادھر دیکھو صمیم تصویر کیطرف مت دیکھو بتہیں وہ لڑکی یاد ہے نا؟ جس نے مجبوری اور حسرت کے عالم میں اپنی عزیز ترین چیز پان شاپ کے مالک کو دے دی تھی۔۔۔۔ اس کی انگشتری کی قیمت اسی روپے تھی۔"

خانزادہ اچھل پڑا۔۔ تھا روبولا۔۔

"پان شاپ کے مالک نے خود مجھے بتایا ہے۔۔۔۔ اس کی قیمت اس نے تیس روپے ڈالی۔۔۔۔ صرف تیس۔۔۔ میں سچ کہتا ہوں تیس روپے اور ایک آنہ فی روپیہ سود لگایا۔ میعاد ۲۱ راگست تک ہے۔۔ یکم بھی نہیں۔۔۔۔ اس کے بعد وہ انگوٹھی اسی لٹیرے اور درندے کی ہوگی۔"

ایک چٹھڑے سے کسی تصویر کی پشت کو کبوتروں کی بیٹ سے صاف کرتے ہوئے تھا روبولا۔

"میری جیب میں کچی کوڑی بھی نہیں۔۔۔۔ دوکان میں نہ منقی پلیٹیں ہیں نہ مثبت کاغذ۔۔۔ ۲ بتی کی طاقت کا ایک بلب فیوز ہو گیا ہے میں کام کیسے کر سکتا ہوں؟"

خانزادہ نے اوسا کا سے آئی ہوئی چٹھی جیب سے نکالی اور شاید

www.pklibrary.net

دسویں بار اسے پڑھنے لگا۔

کچھ دیر غور و فکر میں غرق رہنے کے بعد تھارو نے تصویر اور چیتھڑے کو میز پر رکھ دیا اور بولا۔

"بیگم بازار کی منحوس دوکان پھر اپنی دکھ بھری کہانی کو دہرائیگی .... عنقریب ہی خالی ہو جائے گی۔ انٹرنیشنل فوٹو سٹوڈیو کا کام پیٹر و گراڈ، ٹمبکٹو یا ہونولولو تک وسیع ہونا تو ایک طرف رہا وہ تو بیگم بازار سے نشیبی چوک تک بھی پہنچنے سے قاصر رہا.... اور کیا بھائی؟..... آج کل ایمانداری کے کام میں رکھا ہی کیا ہے؟...."

صمیم نے سر اٹھا کر دیکھا۔ سامنے تھارو کھڑا تھا۔ تھارو، جس کا جسم و روح دونوں ارتقا پذیر ہو چکے تھے۔!

× × × × × × ×

پان شاپ کا مالک اور تھارو مقامی کاٹن مل کے ہڑتالی مزدوروں کا مظاہرہ دیکھ رہے تھے۔ یکایک پان شاپ کے مالک نے تھارو کو اندر لے جا کر ایک چھوٹا سا کاغذ سامنے رکھ دیا۔

تھارو کا چہرہ کان تک تمتما اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں خون کے آنسو اتر آئے۔ ہکلاتے ہوئے اس نے کہا۔

"دس فیصدی؟ د.... د.... بس فیصدی تو بہت ہے۔"

www.pklibrary.net

"تمہیں یہ خاص رعایت ہے . . . . ورنہ بارہ سے کم نہیں۔"

"تم کیمرہ کو فرنیچر میں کیوں گنتے ہو؟"

"اور وہ زیورات میں بھی تو شمار نہیں ہو سکتا۔"

مٹھارو لال نے پھر ایک دفعہ کاغذ پر نظر ڈالی۔ اور اپنی شعلہ فگن آنکھوں کو اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"۳۱ اگست کو نہیں . . . تم مجھے لوٹنا چاہتے ہو . . . یکم کی شام تک۔ بابو لوگ یکم کو ہی پیسے دیتے ہیں۔"

"بات صرف یہ ہے۔ ۳۱ اگست کی رات کو میں شملہ جا رہا ہوں — ورنہ یکم ہو جاتی تو کیا پروا تھی . . . عموماً اس معاملہ میں گاہکوں کی رضامندی ہمیں مطلوب ہوتی ہے . . . مگر . . ."

مقامی کاٹن مل کے ہڑتالی مزدوروں کے ہجوم کو چیرتے ہوئے ایک شخص باہر نکلا۔ انگلی سے پیشانی پر سے پسینہ پونچھتے ہوئے اس نے پان ٹکٹ نکالی۔ اور بیالیس روپے پان شاپ کے مالک کی میز پر رکھ دیئے اور سنگر مشین چھڑوا کر اس تیزی سے بھاگا۔ کہ دھاگہ کی گولی دوکان کے اندر گر کر اس کے پیچھے پیچھے گھسٹتی ہوئی دروازے کی ایک درز میں ٹوٹ گئی۔

مٹھارو نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے کاغذ پر دستخط کر دیئے۔ پان شاپ کے مالک نے ایک ڈبیہ کو کھولتے اور بند کرتے ہوئے کہا۔

www.pklibrary.net

"ایک گواہی بھی ڈلوا دو نا . . . . جی جی . . . . رسمیہ طور پر ضرورت ہوتی ہی ہے نا . . . جی جی . . . "

"گواہ کس کو لاؤں ؟"

"اوسا کا فیئر کے منتظم کو لے آؤ۔"

تھارو کے ہاتھ زیادہ کانپنے لگے۔ وہ بھی صمیم کی طرح معمر نظر آنے لگا تھارو کھنگارتے ہوئے بولا۔

"مگر میں صمیم کے سامنے روپیہ لینا نہیں چاہتا۔"

پان شاپ کا مالک ڈرامائی انداز سے ہنسنے لگا۔ ہنستے ہوئے اس نے سامنے لٹکتے ہوئے جھومروں کی طرف اشارہ کیا اور بولا۔

"وہ صمیم کی بیوی کے ہیں !"

اب تھارو نے جانا۔ کہ کیوں صمیم ایک ہفتہ میں ہی معمر دکھائی دینے لگا تھا۔ اس نے چپکے سے سند پر بھی دستخط کر دیئے۔ پان ٹکٹ ہاتھ میں لیا۔ اور کسی دوسرے دوکاندار کی گواہی ڈلوا دی۔

پھر وہ پان شاپ کے پہیے دار تختوں میں کھڑیا مٹی سے صاف کئے ہوئے خوبصورت شیشوں میں اپنے معمر اور دیانتدار چہرے کے دھندلے عکس کو دیکھتے ہوئے پان شاپ کی سیڑھیوں پر سے اترا۔ اس کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں ——— کیونکہ وہ ایمان فروش اور

www.pklibrary.net

بدقماش نہیں تھا۔

۳۱ اگست تک تھارو سوکھ کا کانٹا ہو گیا۔ وہ اس رسی کی مانند ہو گیا تھا۔ جو جل جانے کے بعد بھی ویسی ہی صورت رکھتی ہے اُسے کسی طرف سے آمدنی کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس پر سکرات کی سی وہ کیفیت طاری ہو گئی۔ جب کہ آدمی مایوس ہو کر آسمان کی طرف سر اُٹھا دیتا ہے۔۔۔۔ ایمان دار کی خدمت کرتا ہے۔۔۔۔۔ ایمان کی کمائی۔۔۔۔۔۔ ایمان کی کمائی میں برکت۔۔۔۔ ایمان ۔۔۔۔۔ لعنت!۔۔۔۔

اوسا کا فیئر کا منتظم تھارو کے پاس آیا۔ مایوسی کے انداز سے اس سے اپنے آپ کو ایک کرسی پر گرا دیا اور بولا۔

"پان شاپ ... میں ایک کیمرہ دکھائی دیتا ہے۔"

تھارو لال نے شرمندہ ہو کر سر اُٹھایا۔ اور ایک گہری نظر سے پان شاپ میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہاں ——— دکھائی دیتا ہے۔۔۔۔ اور جھومروں کی ایک جوڑی بھی۔۔۔"

خان زادے نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا "کتنی میعاد ہے؟"

www.pklibrary.net

"۳۱ر اگست . . . . اور تمہاری ؟"

"۳۱ر اگست ۔"

"کوئی سبیل ؟"

"کوئی نہیں . . . . اور تمہاری ؟"

"اُوں ہُوں ۔"

اور دونوں نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے سر گرا دیا ۔